بسم اللہ الرحمن الرحیم

مانگ نکالنے اور جسم کے زائد بال کی صفائی کے احکام

از

مولانا مفتی محمد جمال الدین قاسمی

(استاذ حدیث وصدر مفتی دارالعلوم حیدرآباد)

فون:09392298508

ای میل:mjqasmi74@gmail.com

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ

دوسرا ایڈیشن: ۱۴۴۱ھ

نام کتاب : مانگ نکالنے اور جسم کے زائد بال کی صفائی کے احکام

مؤلف کتاب : مولانا مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی

(استاد حدیث وصدر مفتی جامعہ اسلامیہ دار العلوم حیدرآباد)

صفحات : 23

قیمت : 20روپے

کمپیوٹر کتابت : مفتی محمد عبداللہ سلیمان مظاہری

تزئین وسیٹنگ : قبا گرافکس، حیدرآباد، فون:9704172672

ملنے کے پتے

(۱) مکتبہ نعیمیہ دیوبند، سہارنپور

(۲) ہندوستان پیپر ایمپوریم حیدرآباد

(۳) حافظ عبدالرحمن بیت العلم محلہ شمالی کومی ڈاکخانہ ناڑی ضلع دربھنگہ (بہار)

فون:06305248704

(۴) قبا گرافکس، قبا کالونی، شاہین نگر، حیدرآباد، فون:09704172672

فہرست عناوین

✿ عرضِ مرتب	۵
○ مانگ نکالنا	۱۰
○ مانگ نکالنے کا طریقہ	۱۱
○ مانگ نکالنے کا شرعی حکم	۱۱
○ مانگ میں خوشبو لگانا	۱۲
◆ **جسم کے دیگر اعضاء کے بال**	۱۳
○ سر کے بال	۱۳
○ سر کے بال میں آپ ﷺ کا معمول	۱۴
○ سر پر بال رکھے تو اس کا اکرام کرے	۱۵
○ سر میں تیل لگانے کا مسنون طریقہ	۱۵
○ سر میں کنگھا کرنا	۱۶
○ سر میں کنگھا کرنے کا طریقہ	۱۷
○ کنگھا کیسا ہو؟	۱۷
○ الجھے ہوئے بالوں کو درست کرنے کے لئے آئینہ دیکھنا	۱۷
○ سر کے بال مونڈانا	۱۸

- سر کے بال مونڈانے کا طریقہ ۱۸
- سر کے بال قینچی سے تراشنا ۱۹
- عورتوں کے سر کے بال ۲۰
- ابرو کے بال ۲۱
- ناک کے بال ۲۱
- کان کے بال ۲۲
- گردن کے بال ۲۲
- حلق کے بال ۲۳
- سینہ اور پیٹھ کے بال ۲۳
- پنڈلی اور ران کے بال ۲۳

☆☆☆☆

عرض مرتب

اسلام میں زیب وزینت بھی مطلوب ہے، حدیث میں اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ایک نام ''جمیل'' بھی ہے:

"إن الله جميل يحب الجمال"(۱)

''اللہ تعالیٰ سراپا جمیل ہیں اور جمال کو پسند فرماتے ہیں''

اس حدیث سے جمال وزینت کے اختیار کرنے کا نہ صرف جواز بلکہ اس کی ترغیب بھی معلوم ہوتی ہے، ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو نعمتوں سے نوازتا ہے تو اس کے اوپر نعمت کے ظاہری آثار کو بھی دیکھنا چاہتا ہے''(۲)

ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ نعمتوں پر شکر ادا کرنا اور دل سے ان کی قدر کرنا باطنی جمال ہے، اور عمدہ کپڑے پہننا ظاہری جمال میں داخل ہے(۳) اور اسلام میں جمال کی یہ دونوں قسمیں مطلوب ہیں، علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ اچھے اور قیمتی لباس پہننا صاحب حیثیت کے لئے بہتر اور پسندیدہ ہے(۴) نبی کریم ﷺ سے بھی ایک ہزار درہم کی چادر کا استعمال کرنا ثابت ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ چار سو دینار کی چادر استعمال فرماتے تھے، اور اپنے دوست واحباب کو بھی اس جیسی قیمتی چادر استعمال کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ جب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنا قاصد بنا کر خوارج (ایک فرقہ) کے پاس بھیجنے لگے تا کہ ان کے شکوک وشبہات کو

---

(۱) مسلم رقم الحديث:۹۱، باب تحريم الكبر

(۲) المعجم الكبير للطبراني رقم الحديث:۲۸۱، فضيل بن فضالة عن أبي رجاء الخ

(۳) الفوائد ۱/ ۱۸۴، فصل وقوله الى الحديث ان الله جميل الخ

(۴) روح المعاني: ۴/ ۳۵۱، الأعراف: ۳۲

دور کرسکیں تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے نہایت عمدہ لباس زیب تن کیا، اچھی قسم کی خوشبو لگائی، اور بہترین سواری پر سوار ہو کر ان کے یہاں پہونچے، ان لوگوں نے اپنی فطرت کے مطابق جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی موجودہ حالت پر اعتراض کیا تو انہوں نے آیت ذیل کی تلاوت فرمائی:

"قل من حرم زينة الله التي أخرج لعباده" (١)

"آپ فرمایئے کہ اللہ تعالی کے پیدا کئے ہوئے کپڑوں کو جن کو اس
نے اپنے بندوں کے واسطے بنایا ہے...... کس شخص نے حرام کیا ہے؟"

(ترجمہ حکیم الامت)

مطلب یہ ہے کہ جن امور کی حرمت شرعاً ثابت نہ ہو، اور وہ جمال وزینت کے قبیل سے ہوں، تو ان کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اور نہ اس پر کوئی پابندی ہے، البتہ اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ان امور کے برتنے میں ریا، شہرت اور تکبر پیش نظر نہ ہو، ورنہ ان امور کی وجہ سے ان کا استعمال کرنا شرعاً ممنوع ہوگا، اور جو وعیدیں ریا، شہرت اور تکبر کے متعلق وارد ہوئی ہیں ان سب کا وہ شخص مستحق ہوگا (٢) حضرت حسن رضی اللہ عنہ جب نماز کے لئے تشریف لے جاتے تو عمدہ اور قیمتی لباس پہننے کا اہتمام فرماتے تھے، جب لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا! یہ خدا کے دربار میں حاضری کا وقت ہے، خدائے تعالی اور اس کے دربار (مسجد) کی عظمت کا تقاضا ہے کہ زیب وزینت والے لباس کو پہن کر حاضر ہوا جائے (٣) پھر فرمایا کہ خود باری تعالی کا ارشاد ہے:

"خذوا زينتكم عند كل مسجد" (٤)

"تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو" (ترجمہ حکیم الامت)

---

(١) الأعراف: ٣٢
(٢) روح المعانی: ٣٥١/٤، الأعراف: ٣٢
(٣) حوالہ سابق
(٤) الأعراف: ٣١

اس آیت کے ذیل میں علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ''نماز کے وقت تجمل اور زیب وزینت کا اختیار کرنا شرعاً مسنون ہے''(۱) یہی وجہ ہے کہ بلا وجہ کھلے سر، کھلی کہنی اور کرتے کے بغیر صرف بنیان پہن کر نماز پڑھنے کو فقہاء مکروہ قرار دیتے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی ملحوظ رہنی چاہئے کہ زینت صرف اچھا اور قیمتی لباس پہننے ہی میں منحصر نہیں ہے، بلکہ سرمہ لگانا، سفید بالوں میں خضاب کرنا، جمعہ وعیدین میں اچھے کپڑے پہننے کے ساتھ خوشبو اور تیل لگانا، اسی طرح ڈاڑھی اور سر کے بال کو درست کرنے کے لئے کنگھا کرنا بھی زینت میں داخل ہے، اور شرعاً پسندیدہ ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام ﷺ کی ایک جماعت آپ ﷺ کی زیارت کے لئے باہر منتظر تھی، آپ ﷺ ان حضرات کو شرف زیارت بخشنے سے پہلے دروازے پر موجود پیالے کے پانی کی مدد سے اپنے سر کے بال اور ڈاڑھی مبارک کو درست فرمانے لگے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ حضور ﷺ! آپ تو خود بڑے حسین وجمیل ہیں، اور لوگ بھی آپ کو ایسا ہی سمجھتے ہیں، پھر بالوں کی درستگی اور ان میں کنگھا کرنے پر اتنی توجہ کیوں دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''إذا خرج الرجل إلی إخوانه فلیهئی من نفسه فإن الله یحب الجمال''(۲)

''جب کوئی آدمی اپنے بھائیوں سے ملنے جائے تو اپنی شکل وصورت کو درست کرلیا کرے، کیونکہ اللہ تعالی جمال کو پسند کرتے ہیں''

یعنی کسی وفد سے ملاقات کرنی ہو، یا کسی مجلس میں بغرض شرکت جانے کا ارادہ ہو تو اچھی ہیئت کے ساتھ وہاں جانا چاہئے، تاکہ لوگ انس محسوس کریں، اور بدحالی کو دیکھ کر کبیدگی اور رنج میں مبتلا نہ ہوں، زینت ہی کے قبیل سے یہ بھی ہے کہ زائد اعضاء یا زائد انگلی کو جسم سے جدا کردیا جائے، فقہاء اسے جائز قرار دیتے ہیں، گھر اور اس کے صحن کو صاف ستھرا رکھنا،

---

(۱) روح المعانی: ۴/۳۴۸، الأعراف: ۳۱

(۲) أدب الاملاء والاستملاء للسمعانی ص: ۳۲، فصل فی ادب المملی ینبغی للمحدث الخ

اور اشیاء کو قرینہ اور ترتیب سے رکھنا، نیز گھر کو ریشمی کپڑے اور سونے چاندی کے برتنوں سے سجانا بھی زینت میں داخل ہے(۱) زیور پہننے کی غرض سے عورتوں کے ناک اور کان کا چھیدنا اوران کا حالت احرام میں بھی ہر طرح کے کپڑے استعمال کرنا زینت ہی کے قبیل سے ہے، ان سب کو اسلام نے جائز قرار دیا ہے، اسی کے ساتھ اسلام نے قابل زینت چیزوں کی خرید وفروخت کو بھی جائز قرار دیا ہے، دلہن کو سنوارنے اورانھیں آراستہ کرنے کیلئے کسی ماہر عورت کی خدمات بھی حاصل کرنے کی اجازت دی ہے، سامان زینت کو عاریت کے طور پر لینا اور اسے استعمال کرنا بھی درست قرار دیا گیا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے ایک سفر میں اپنی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا ہار بطور عاریت لے کر استعمال فرمایا تھا۔

ان امور پر غور کرنے سے یہ بات صاف ہوجاتی ہے کہ اسلام نے زیب وزینت کے تعلق سے ایک جامع نظام پیش کیا ہے، اس کے جائز حدود کی نشاندہی فرما کر اسے اختیار کرنے کی ترغیب دی ہے، اور بعض وہ امور جنہیں زینت کے قبیل سے عرف ومعاشرہ میں اگرچہ شمار کیا جاتا ہے لیکن اسلام انہیں پسند نہیں کرتا ہے تو ان کی بھی واضح طور پر نشاندہی کردی گئی ہے، تاکہ لوگ ان سے بچتے رہیں، زیب وزینت سے متعلق آیات واحادیث کو سامنے رکھ کر فقہاء فرماتے ہیں کہ بعض حالات میں یہ واجب ومستحب ہوجاتی ہے، اور بعض حالات میں حرام ومکروہ قرار پاتی ہے، مثلاً جب کوئی مرد اپنی بیوی کو زیب وزینت اختیار کرنے کا حکم دے تو اس عورت پر اپنے شوہر کے لئے زیب وزینت اختیار کرنا واجب ہوجاتا ہے، اور جمعہ وعیدین میں اچھے کپڑے استعمال کرنا، خوشبو لگانا زینت کے قبیل سے ہے اور شرعاً مستحب ہے، اور کسی شخص کا زیب وزینت کی خاطر عورتوں کے رنگ اور اس کی ساخت کے مطابق لباس بنانا، یا خود عورت کا مرد جیسا لباس استعمال کرنا شرعاً حرام ہے، ایسے لوگوں کے بارے میں حدیث میں خدا کی لعنت برسنے کی وعید آئی ہے، یا مرد کا بغرض زینت ریشمی کپڑے یا سونے کی انگوٹھی پہننا، یا کسی عورت کا اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور کے لئے زینت اختیار کرنا، شوہر کے انتقال کے بعد چار ماہ دس دن کے اندر اندر اسباب زینت کو برتنا

(۱) الفتاوی الهندية: ۵/ ۳۳۴، الباب العاشر فی استعمال الذهب والفضة

اورمحرم کا خوشبو لگانا یہ سب زینت میں داخل ہیں، لیکن اسلام نے ان تمام صورتوں کو حرام قرار دیا ہے، اور مردوں کے لئے زعفرانی رنگ کا کپڑا اور معصفر (یعنی عصفر میں رنگا ہوا کپڑا جو زرد رنگ کا ہوتا ہے) استعمال کرنا شرعا مکروہ ہے،

ان تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے زیب وزینت کے معاملہ میں اعتدال اور میانہ روی کا راستہ اختیار کیا ہے، اس نے ایک طرف آرائش وزیبائش کے لئے غیر معمولی اور بے جا تکلف سے بھی منع کیا ہے، اور دوسری طرف ایک خاص حد میں اس کی اجازت بھی دی ہے، شریعت میں جائز امور زینت کی ایک لمبی فہرست ہے، جس کی تفصیل ایک رسالہ کی متقاضی ہے، اس لئے یہاں اس کی تفصیل میں جانے کے بجائے اتنا سمجھ لیا جائے کہ جائز امور زینت کے قبیل سے مانگ نکالنا اور جسم کے زائد بال کی صفائی بھی ہے؛ اس لئے آئندہ صفحات میں اسی ترتیب سے ان کے احکام پیش کئے جارہے ہیں۔

مانگ نکالنا

مانگ نکالنا بھی امور زینت میں سے ہے، مانگ نکالنے سے انسان باوقار اور سلیقہ مند معلوم ہوتا ہے، حضرت ابن عباس ﷺ کی روایت میں مانگ نکالنے کو بھی امور فطرت میں سے شمار کیا گیا ہے(۱) مصنف ابن ابی شیبہ میں جن چھ امور کا فطرت ابراہیمی کے قبیل سے ہونا منقول ہے، ان میں سے ایک مانگ نکالنا بھی ہے(۲) حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ اہل کتاب مانگ نہیں نکالتے تھے، اور مشرکین عرب مانگ نکالا کرتے تھے، نبی کریم ﷺ کی ابتداء میں عادت شریفہ یہ تھی کہ جن امور کے بارے میں کوئی صریح حکم نہ ہوتا تو ان میں اہل کتاب کی موافقت کرتے تھے، چنانچہ آپ ﷺ اہل کتاب کی موافقت میں ابتداءً مانگ نہ نکالتے تھے، لیکن بعد میں بحکم الٰہی مانگ نکالنے لگے۔(۳)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ مشرکین ایمان وایمانیات سے بالکل دور تھے، خدا اور اس کے رسول ﷺ کے متعلق ان کے اعتقادات غلط تھے، جبکہ اہل کتاب ایمان سے قریب تھے، دین وشریعت کے قائل تھے، اسی لئے آپ ﷺ اہل کتاب کی تالیف قلب کے واسطے ان کی شریعت پر ابتداء عمل فرمالیا کرتے تھے؛ لیکن جب مشرکین مکہ حرم اسلام میں داخل ہوگئے، اور اہل کتاب اپنے کفر پر جمے ہی رہے تو پورے طور پر اہل کتاب کی مخالفت کرنے کا حکم آپ ﷺ کو دے دیا گیا۔(۴)

---

(۱) فتح الباری ۱۰/۴۱۴، باب قص الشارب
(۲) مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ۲۰۴۹، فی الفطرۃ مایعد فیھا
(۳) بخاری رقم الحدیث ۲۵۵۸، باب صفۃ النبی ﷺ
(۴) فتح الباری ۶/۵۷۴، باب صفۃ النبی ﷺ

مانگ نکالنے کا طریقہ

مانگ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ سر کے بالکل بیچوں بیچ سے بال کے دو حصے کر دیئے جائیں (۱) اور مانگ نہ نکالنے (سدل) کی شکل یہ ہے کہ بالوں کو پیچھے کی جانب یونہی کر دیا جائے، اس کے دو حصے نہ کئے جائیں (۲) آپ ﷺ جب مانگ نکالتے تھے تو سر کے بیچوں بیچ سے بال کے دو حصے کر دیتے تھے، لہذا مانگ نکالتے وقت آپ ﷺ کے اس اسوہ کی پیروی کرنی چاہئے، آجکل جو دائیں بائیں مانگ نکالنے کا طریقہ رائج ہے، وہ اسلامی طریقہ نہیں ہے، اس سے پرہیز کرنا چاہئے،

مانگ نکالنے کا شرعی حکم

مانگ نکالنا شرعاً محمود وبہتر ہے، واجب وسنت موکدہ نہیں ہے، علامہ عینی رحمہ اللہ شرح بخاری میں لکھتے ہیں:

"والصحیح أن الفرق مستحب لاواجب وھو قول الجمھور"(۳)

"جمہور کے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ مانگ نکالنا مستحب ہے واجب نہیں ہے"

کیونکہ بعض صحابہ کرام ؓ مانگ نکالا کرتے تھے، جبکہ بعض نہیں نکالتے تھے، اور ان میں سے کوئی دوسرے پر نکیر نہیں کرتا تھا (۴) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خیر القرون میں دونوں عمل (مانگ نکالنا اور نہ نکالنا) بلا کسی نکیر کے رائج تھا، اسی بناء پر امام نووی رحمہ اللہ نے مانگ نہ نکالنا (سدل) اور مانگ نکالنا (فرق) دونوں کو جائز قرار دیا ہے جائز اگرچہ دونوں ہیں، لیکن چونکہ آپ ﷺ کا آخری عمل مانگ کا نکالنا تھا، اس لئے مانگ نہ نکالنے کے مقابلے

(۱) جمع الوسائل ۱/ ۸۰، باب ماجاء فی شعر رسول اللہ ﷺ
(۲) حوالہ سابق ۳۵، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ
(۳) عمدۃ القاری ۲۲/ ۵۶، باب الفرق
(۴) فتح الباری ۱۰/ ۳۶۲، باب الفرق

میں مانگ کا نکالنا بہتر ہوگا (۱) حضرت عمرؓ نے ذمیوں کے لئے جو شرطیں لگائی تھیں، ان میں ایک شرط یہ تھی کہ وہ مانگ نہ نکالا کریں، کیونکہ مانگ نکالنے سے مسلمانوں سے مشابہت لازم آئے گی۔(۲)

البتہ مانگ نکالنے پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت نہیں ہے، چنانچہ ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کا معمول بیان کرتے ہیں:

"إن انفرقت عقيصته فرق وإلا فلا" (۳)

"اگر بسہولت مانگ نکل آتی تو نکال لیتے، ورنہ چھوڑ دیتے تھے"

مانگ میں خوشبو لگانا

نبی کریم ﷺ کو چونکہ خوشبو بہت زیادہ پسند تھی، کثرت سے استعمال فرماتے تھے، آپ ﷺ مانگ نکالتے تو اس پر بھی خوشبو لگالیا کرتے تھے، ایک مرتبہ احرام باندھنے سے قبل جب آپ ﷺ نے بالوں میں کنگھا کیا تھا، اور مانگ نکالی تھی تو مانگ میں بھی خوشبو لگائی تھی، جس کا اثر احرام باندھنے کے بعد بھی باقی تھا (۴) چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"كأني أنظر إلى وبيص الطيب في مفرق النبي ﷺ وهو محرم" (۵)

"مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ میں حضور ﷺ کی مانگ میں لگی ہوئی خوشبو کے نشانات دیکھ رہی ہوں، جبکہ آپ ﷺ محرم تھے"

---

(۱) عمدة القاری ۲۲/۵۶، باب الفرق

(۲) مسألة فی الکنائس ۱/۳۵، الشروط العمريه التی کانوا ملتزمين بها

(۳) شعب الايمان رقم الحديث: ۱۳۶۲ فصل فی خلق رسول الله ﷺ

(۴) مسلم رقم الحديث: ۱۱۹۰، باب الطيب للمحرم

(۵) بخاری رقم الحديث: ۲۷۱، باب من تطيب ثم اغتسل الخ

جسم کے دیگر اعضاء کے بال

سر کے بال

احادیث میں آپ ﷺ کے سر کے بال کی مختلف مقدار بیان کی گئی ہے، حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے بال نصف کان تک تھے:

"كان شعر رسول الله ﷺ إلى أنصاف أذنيه" (۱)

"آپ ﷺ کے بال نصف کان تک تھے"

اور حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے بال کان کی لو تک ہوتے تھے:

"شعره يبلغ شحمة أذنيه" (۲)

"آپ ﷺ کے بال مبارک کان کی لو تک تھے"

اور حضرت انس ؓ سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے سر کے بال مونڈھوں تک تھے، حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"كان يضرب شعره منكبيه" (۳)

"نبی کریم ﷺ کے سر کے بال مونڈھوں تک تھے"

حافظ ابوالفضل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بالوں کی مقدار کے متعلق احادیث میں تین طرح کے الفاظ مروی ہیں: ◆ جمہ ◆ وفرہ اور ◆ لمہ اور تینوں کے معانی الگ الگ ہیں، اور وہ درج ذیل ہیں:

---

(۱) مسلم رقم الحديث: ۲۳۳۸، باب صفة شعر النبي ﷺ
(۲) بخاری رقم الحديث: ۵۹۰۱، باب الجعد
(۳) بخاری رقم الحديث: ۵۹۰۳، باب الجعد

وفرہ: سر کے اس بال کو کہتے ہیں جو کان کی لو تک پہونچ جائیں۔

لمہ: اس بال کو کہتے ہیں جو کان کی لو سے نیچے تک ہوں۔

جمہ: اس بال کو کہتے ہیں جو مونڈھوں تک پہونچ جائیں۔

جمہور اور اہل لغت نے ان تینوں الفاظ کی یہی تعریف کی ہے(۱) اور ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ احادیث میں آپ ﷺ کے سر کے بال کی چھ مختلف کیفیات کا ذکر ہے، چنانچہ ان روایات کو ذکر کرنے کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ آپ کے بال کبھی ◆ نصف کانوں تک ◆ کبھی کانوں کی لو تک ◆ کبھی کان کی لو اور کندھوں کے درمیان تک ◆ کبھی کندھوں تک ◆ کبھی کندھوں کے قریب تک اور ◆ کبھی چار چوٹیوں کی شکل میں ہوا کرتے تھے،(۲) امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے بالوں کے سلسلے میں مقدار و کیفیت کا یہ اختلاف درحقیقت احوال و زمانہ کے اختلاف کی وجہ سے ہے کہ جب آپ ﷺ بال نہیں بنواتے تھے تو مونڈھوں تک آجاتے تھے، اور جب بنوا لیتے تھے تو نصف کان تک ہو جاتے تھے، پھر جب بڑھ جاتے تو کان کی لو تک آجاتے، کچھ اور بڑھ جاتے تو کان اور مونڈھے کے درمیان تک ہو جاتے تھے۔(۳)

سر کے بال میں آپ ﷺ کا معمول

عام طور پر آپ ﷺ اپنے سر کے بال رکھا کرتے تھے، آپ ﷺ سے حج و عمرہ کے علاوہ کسی اور موقع پر سر کے بال کا منڈانا ثابت نہیں ہے، علامہ مناوی رحمہ اللہ بعض شارحین مصابیح کے حوالے سے آپ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"لم یحلق رأسه فی سنی الهجرة إلا عام الحدیبیة ثم عام عمرة القضاء ثم عام حجة الوداع"(۴)

---

(۱) **جمع الوسائل: ۱/۷۶، باب ما جاء فی شعر رسول اللہ ﷺ**

(۲) حوالہ سابق: ۱/۸۱

(۳) حوالہ سابق

(۴) حوالہ سابق: ۱/۸۲

''ہجرت کے بعد نبی کریم ﷺ نے صلح حدیبیہ، عمرۃ القضاء، اور حجۃ الوداع کے علاوہ کسی اور موقع پر سر کے بال کو نہیں منڈایا ہے''

اسی لئے سر پر بال کا رکھنا افضل ہے(۱) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''بال رکھنا حضور ﷺ کا بطور عادت کے ہے نہ کہ بطور عبادت کے، اس لئے اولی ہونے میں تو شبہ نہیں'' (۲)

سر پر بال رکھے تو اس کا اکرام کرے

سر کے بال رکھنا اولی وافضل ایسے شخص کے حق میں ہے جو بالوں کی نگہداشت کر سکتا ہو، اور اس کی صفائی ستھرائی پر خاطر خواہ توجہ دے سکتا ہو، آپ ﷺ کا معمول تھا کہ بالوں میں کثرت سے تیل لگاتے اور کنگھا کر کے الجھے ہوئے بالوں کو درست فرماتے (۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سر میں بکثرت تیل لگاتے تھے، حتی کہ آپ ﷺ کا کپڑا تیلی (زیات) کے کپڑے کی طرح ہو جاتا تھا (۴) تیل سے عمامہ اور ٹوپی کو بچانے کے لئے آپ ﷺ سر پر کپڑے کا ایک ٹکڑا رکھتے تھے، یہ کپڑا عموماً تیل سے تر رہا کرتا تھا، جو تیلی کے کپڑے کی طرح معلوم ہوتا تھا (۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ دن میں دو بار تیل لگاتے تھے۔ (۶)

سر میں تیل لگانے کا مسنون طریقہ

جب سر میں تیل لگانے کا ارادہ ہو تو تیل کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھیں، پھر بسم اللہ پڑھ کر سب سے پہلے ابرو پھر آنکھوں پر لگائیں، اس کے بعد سر پر لگانا شروع کریں، حضرت

(۱) احسن الفتاوی ۸/۸۱، بالوں کے احکام
(۲) امداد الفتاوی ۴/۲۲۴، بالوں کے حلق وقصر اور خضاب کے احکام
(۳) شمائل ترمذی رقم الحدیث: ۳۳، باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ ﷺ
(۴) حوالہ سابق
(۵) جمع الوسائل ۱/۸۴، باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ ﷺ
(۶) مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ۲۵۵۵۸، فی الدھن کل یوم

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ سر میں تیل لگاتے تو اسے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھتے، اور ابرو پھر آنکھوں پر لگاتے، اس کے بعد سر پر لگاتے (۱) حضرت نافع قریشی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے، جو تیل لگائے اور بسم اللہ نہ پڑھے تو ستر شیاطین اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں (۲) اور حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی سر میں تیل لگانے کا ارادہ کرے تو پہلے ابرو پر تیل لگائے، کیونکہ اس سے سر کا درد دور ہوگا (۳) اور سر میں تیل لگانے کی ابتداء پیشانی کی طرف سے کرے، آپ ﷺ کا یہی عمل تھا۔ (۴)

سر میں کنگھا کرنا

حضور ﷺ بالوں میں کنگھا بھی کرتے تھے، روایتوں سے ثابت ہے کہ کبھی آپ ﷺ خود اپنے ہاتھ سے کنگھا کرتے تھے، اور کبھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس عمل کو انجام دیا کرتی تھیں، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"كنت أرجل رأس رسول الله ﷺ وأنا حائض" (۵)

''میں حائضہ ہونے کی حالت میں بھی آپ ﷺ کے سر میں کنگھا کیا کرتی تھی''

ایک صحابی رضی اللہ عنہ جب بکھرے ہوئے بالوں کے ساتھ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ ﷺ کو بڑی ناگواری ہوئی، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ کوئی چیز (کنگھا وغیرہ) نہیں پاتا جس سے اپنے بال کو درست کر لیتا؟ (۶) حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت

---

(۱) كنز العمال رقم الحديث: ۱۸۲۹۹، الباب الثالث في شمائل تتعلق بالعادات الخ
(۲) عمل اليوم والليلة لابن السني رقم الحديث: ۱۷۴، باب التسمية إذا ادهن
(۳) عمل اليوم والليلة لابن السني رقم الحديث: ۱۷۵، باب التسمية اذا ادهن
(۴) اسوۂ رسول اکرم ص: ۱۳۹، سر میں تیل کا استعمال
(۵) بخاری رقم الحديث: ۵۹۲۵، باب ترجيل الحائض زوجها
(۶) سنن النسائي رقم الحديث: ۵۲۳۶، تسكين الشعر

ہے کہ ایک صحابی ﷺ جن کے سر اور ڈاڑھی کے بال پراگندہ اور بکھرے ہوئے تھے، وہ مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوئے، آپ ﷺ نے ان کی اس حالت کو ناپسند فرمایا، اور بالوں کو درست کرنے کا حکم دیا، جب وہ درست کرکے دوبارہ حاضر خدمت ہوئے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ حالت اس حالت سے بہتر نہیں ہے کہ تم میں سے کوئی مجلس میں آئے اور اس کے بال بکھرے ہوئے ہوں (اور دیکھنے والوں کو اس کی صورت) شیطان جیسی معلوم ہو؟ (۱)

سر میں کنگھا کرنے کا طریقہ

زیب وزینت والے امور میں خاص طور سے آپ ﷺ کو داہنی طرف سے ابتداء کرنا پسند تھا، خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ وضو کرنے میں، کنگھا کرنے میں اور جوتا پہننے میں داہنی طرف کو مقدم رکھتے تھے (۲) اس لئے کنگھا کرتے وقت اس طریقہ کو ضرور اپنانا چاہئے، جو لوگ سامنے سے یا بیچ سے کنگھا کرنا شروع کرتے ہیں وہ آپ ﷺ کے معمول کے خلاف ہے، اس سے خاص طور سے بچنا چاہئے،

کنگھا کیسا ہو؟

کنگھے کا مقصد ہے الجھے ہوئے بالوں کو درست کرنا، لہذا جس سے بھی یہ مقصد حاصل ہوجائے، کافی ہے، البتہ آپ ﷺ کی کنگھی کے بارے میں آتا ہے کہ وہ ہاتھی کے دانت کی تھی (۳) اس لئے اگر کوئی ہاتھی کے دانت کے کنگھے کو سنت سمجھ کر استعمال کرے تو مزید ثواب کا مستحق ہوگا، حضرت عروہ رحمہ اللہ بھی ہاتھی کے دانت کی کنگھی استعمال کرتے تھے۔ (۴)

الجھے ہوئے بالوں کو درست کرنے کے لئے آئینہ دیکھنا

اگر الجھے ہوئے بالوں کو درست کرنے کیلئے آئینہ دیکھنے کی ضرورت محسوس ہو تو آئینہ بھی سامنے رکھ سکتا ہے (۵) آپ ﷺ جب آئینہ میں چہرہ انور کو دیکھتے تو یہ الفاظ زبان پر ہوتے:

(۱) موطا امام مالک رقم الحدیث: ۳۴۹۴، باب اصلاح الشعر
(۲) بخاری رقم الحدیث: ۱۶۸، باب التیمن فی الوضوء
(۳) طبقات ابن سعد ۱/ ۳۷۵، ذکر مشط رسول اللہ ﷺ
(۴) مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ۲۵۵۵۱، فی الرجل یمتشط بالمشط
(۵) کشاف القناع ۱/ ۷۷، فصل الامتشاط والادھان

"اللھم أنت حسنت خلقي فحسن خلقي"(۱)

''میرے اللہ تو نے جس طرح میری تخلیق کو بہتر بنایا ہے، ایسے ہی
میرے اخلاق وعادات کو بہتر بنا''

سر کے بال منڈانا

جیسا کہ گذشتہ سطور میں اس کی وضاحت آ چکی ہے کہ جو سر کے بال رکھے تو اس کا اکرام بھی کرے، اکرام ہی کے قبیل سے تیل لگانا، کنگھا کرنا اور بالوں کو صاف ستھرا رکھنا ہے(۲) لیکن جو بالوں کے حقوق ادا نہ کر سکتا ہو، اور اس کی صفائی وستھرائی کا مناسب خیال نہ رکھتا ہو تو اس کے حق میں بہتر یہ ہے کہ وہ بال نہ رکھے، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ سر کے بال منڈا دیا کرتے تھے(۳) اور اسی غرض سے آپ ﷺ نے بھی بچوں کے سر کے بال کو منڈوایا ہے(۴) اسی لئے علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ سر کے بال منڈانے میں کوئی کراہت نہیں ہے(۵) مرقاۃ میں ہے کہ حج وعمرہ کے علاوہ بھی سر کے بال کو منڈانا جائز ہے(۶) فتاوی ہندیہ میں ہے کہ ہر جمعہ کو سر کے بال کا منڈانا مستحب ہے۔(۷)

سر کے بال منڈانے کا طریقہ

سر کے بال منڈانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے سر کا دایاں حصہ منڈوایا جائے، پھر بایاں حصہ، مگر ایک قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف یہ بھی منسوب ہے کہ آپ نے مونڈنے والے کی داہنی جانب کا اعتبار کیا ہے، اس لحاظ سے منڈانے والے کا عام طور پر بایاں ہو جاتا ہے، مگر ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک تو اس قول کی نسبت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ

---

(۱) صحيح ابن حبان رقم الحديث:۹۵۹، ذكر مايستحب للمرء أن يسأل الله الخ
(۲) مرقاة ۷/ ۲۸۲۷، باب الترجل
(۳) ابوداؤد رقم الحديث:۲۴۹، باب الغسل من الجنابة
(۴) سنن النسائي رقم الحديث:۵۲۲۷، حلق رؤوس الصبيان
(۵) عمدة القاري:۲۲/ ۵۸، باب القزع
(۶) مرقاة ۷/ ۲۸۱۸، باب الترجل
(۷) الفتاوى الهندية ۵/ ۳۵۷، الباب التاسع عشر في الختان الخ

کی طرف کرنا صحیح نہیں ہے، اور اگر کسی درجہ میں صحیح مان لیا جائے تو یہ کہا جائیگا کہ انہوں نے اس سے رجوع فرمالیا ہے، کیونکہ حدیث سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنے سر کے بال منڈاتے وقت پہلے دائیں جانب کے بال منڈوایا تھا، اس کے بعد بائیں جانب کے، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ جب حجۃ الوداع کے موقع سے منیٰ تشریف لائے، تو پہلے آپ ﷺ نے رمی جمار کی، پھر اپنی قیامگاہ (جو منیٰ ہی کے ایک حصہ میں عارضی طور پر بنادی گئی تھی) پر تشریف لائے اور قربانی کی، اس کے بعد:

"دعا بالحلاق وناول الحالق شقه الأيمن فحلقه ... ثم ناول الشق الأيسر فقال احلق فحلقه"(۱)

"آپ ﷺ نے نائی کو بلایا، اور سر کا دایاں جانب مونڈنے کو کہا،
چنانچہ اس نے مونڈ دیا، پھر آپ ﷺ نے بایاں حصہ مونڈنے کو کہا،
چنانچہ اس نے اسے بھی مونڈ دیا"

آج کل نائی سر کے بال بناتے وقت عموماً بیچ سے شروع کرتا ہے، دائیں جانب کے بالکل لحاظ نہیں کرتا ہے، اور بنوانے والے حضرات بھی اس کا اہتمام نہیں کرتے ہیں، یہ مسنون طریقہ کے خلاف ہے، نائی کو اس کا خیال رکھنا چاہئے، اور اگر وہ اس سے غفلت برتتا ہے تو بنوانے والے کو چاہئے کہ اس کو داہنی جانب سے بنانے کی ہدایت کرے، تاکہ سنت کے مطابق سر کے بال بن سکیں۔

سر کے بال قینچی سے تراشنا

سر کے بال قینچی سے چھوٹا کرنا بھی درست ہے، سنت کے خلاف نہیں ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"إني قصرت من رأس النبي ﷺ عند المروة بمشقص"(۲)

---

(۱) مرقاۃ: ۵/۱۸۳۰، باب الحلق

(۲) مسلم رقم الحدیث: ۱۲۴۶، باب التقصير في العمرة

''میں نے نبی ﷺ کے سر کے بال کو مروہ مقام کے پاس قینچی سے تراشا ہے''

علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ عمرۃ جعرانہ کا ہے، اسی میں آپ ﷺ نے سر کے بال کو قینچی سے ترشوایا تھا، (۱) مگر خیال رہے کہ سر کے بال قینچی سے ترشواتے وقت ہر طرف کے بال یکساں طور پر لئے جائیں، کسی جگہ کم اور کسی جگہ زیادہ کاٹنا درست نہیں ہے، آجکل قینچی سے بال ترشواتے وقت اگلے حصہ کے بال کو کم چھوٹا کیا جاتا ہے، اور پچھلے حصہ نیز کانوں کے اوپر کے بال کو زیادہ چھوٹا کیا جاتا ہے، یہ سنت کے خلاف ہے، نائی کو بال بنواتے وقت یکساں کرنے کی ہدایت کرنی چاہئے۔

عورتوں کے سر کے بال

بالوں کے مونڈنے اور کترنے کے یہ احکام تو مردوں کے تھے، عورتوں کے حق میں سر کے بال چونکہ خلقی طور پر زیب وزینت میں داخل ہیں، اس میں تراش خراش کرنا شرعا زینت کے خلاف اور خلقت الہی میں ایک طرح کا تغیر شمار ہوگا، تکملہ بحر میں ہے کہ آسمان پر موجود فرشتوں کی تسبیح ہے:

''سبحان من زین الرجال باللحی والنساء بالذوائب'' (۲)

''پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو ڈاڑھی سے اور عورتوں کو چوٹیوں سے زینت بخشی''

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے عورتوں کو سر کے بال منڈانے سے منع فرمایا ہے (۳) حج وعمرہ کے احرام سے نکلنے کیلئے بھی عورتوں کے ذمہ سر کے بال منڈانا نہیں ہے ، بلکہ انگلی کے پوروں کے برابر چھوٹا کرنے کا حکم ہے (۴) اس لئے عورتوں کے لئے یہ

(۱) مرقاۃ ۱۸۲۸/۵، باب الحلق
(۲) تکملہ البحر الرائق ۳۷۷/۸، فصل فی بیان مایلحق بدیۃ النفس
(۳) ترمذی رقم الحدیث: ۹۱۴، باب ماجاء فی کراهیۃ الحلق للنساء
(۴) البحر الرائق ۳۸۱/۲، فصل لم یدخل مکۃ ووقف بعرفۃ

جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے سر کے بال مونڈوائے یا اسے ترشوائے (۱) البتہ اگر سر میں زخم ہو، یا شدید قسم کا درد ہو، اور بال کٹانے سے حسب مشورہ ڈاکٹر اس میں کمی ہو سکتی ہو تو حسب ضرورت منڈانا یا کم کرانا درست ہے، مرض کے علاوہ باقی کسی صورت میں بالوں کی تراش وخراش درست نہیں ہے۔(۲)

ابرو کے بال

ابرو کے بال اگر بڑھ جائیں، یا آنکھوں پر آ جائیں تو اسے قینچی وغیرہ سے کم کر دیا جائے، استرہ وغیرہ سے بالکل مونڈ دینا مناسب نہیں ہے، کیونکہ اس سے چہرہ بھدا معلوم ہونے لگتا ہے، فتاوی ھندیہ میں ہے:

"ولا بأس بأخذ شعر الحاجبين"(۳)

"ابرو کے بال مناسب حد تک کترنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے"

ناک کے بال

مسند فردوس میں حضرت عبداللہ بن بشیر رحمہ اللہ سے مرفوعاً منقول ہے:

"لاتنتفوا الشعر الذی یکون فی الأنف فإنه یورث الأکلة ولکن قصوه قصا"(۴)

"ناک کے بال مت اکھاڑا کرو، کہ اس سے مرض آکلہ پیدا ہوتا ہے، ہاں اسے (قینچی وغیرہ) سے کاٹ سکتے ہو"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ناک کے بال پورے طور پر صاف کرنا بہتر نہیں ہے، بلکہ کچھ نہ کچھ بال ناک میں ضرور رہنا چاہئے، تاکہ جذام سے حفاظت رہے (۵) طبی تحقیقات کی روشنی میں بھی ناک کے اندر بالوں کا باقی رہنا ضروری ہے، جذام (کوڑھ)

(۱) شامی ۶/ ۴۰۷، مسائل شتی، فصل فی البیع
(۲) الفتاوی الهندیة: ۵/ ۳۵۸، الباب التاسع عشر فی الختان الخ
(۳) الفتاوی الهندیة: ۵/ ۳۵۸، الباب التاسع عشر فی الختان الخ
(۴) الفردوس بماثور الخطاب رقم الحدیث: ۷۴۰۶، باب لام الف
(۵) المنهل العذب ۱/ ۱۸۷، مذاهب العلماء فی حکم اللحیة

کا خطرناک حملہ عموماً انسانی چہرہ اور ناک پر ہوتا ہے، ڈاکٹر کیور کے مشاہدات کے مطابق کوڑھ کے جراثیم ناک کے ذریعہ داخل ہوا کرتے ہیں، اگر ناک میں بال ہونگے تو وہ جراثیم بالوں میں اٹک جائیں گے، اور وضو کرتے ہوئے، چھینکتے ہوئے اور ناک صاف کرتے ہوئے وہ جراثیم ضائع ہوجائیں گے (۱) نیز ناک کے بال اکھاڑنے سے اس میں زخم پیدا ہونے کا بھی امکان ہے، اگر ناک میں زخم پیدا ہوجائے تو وہ کوڑھ کے جراثیم کو بہت جلد پورے جسم میں پھیلا دیتے ہیں (۲) بہرحال ناک کے بال کو پورے طور پر صاف نہیں کرنا چاہئے، ہاں اگر زیادہ بڑھ جائیں تو قینچی وغیرہ کے ذریعہ کم کردینا چاہئے۔ (۳)

کان کے بال

کان پر بھی بال اگ آتے ہیں، یہ بال طبی لحاظ سے بڑے مفید ہوتے ہیں، ڈاکٹر کیور کی تحقیق کے مطابق کان کے سوراخ سے کوڑھ کے جراثیم جسم میں داخل ہوتے ہیں، اگر کان پر بال ہوں تو وہ جراثیم ان میں الجھ کر رہ جاتے ہیں، پھر جب غسل وغیرہ میں اسے دھویا جاتا ہے تو بالوں سے الجھے ہوئے سارے جراثیم نکل جاتے ہیں، اور مرض کے حملہ سے انسان محفوظ ہوجاتا ہے (۴) اس لئے بہتر یہ ہے کہ وہ بال بھی نہ مونڈے جائیں، اگر زیادہ بڑھ جائیں تو کتر کر کم کردینا چاہئے۔

گردن کے بال

گردن کے بال منڈانا درست ہے، گردن سر سے علحدہ عضو ہے، لہذا اگر کوئی صرف گردن کے بال منڈالے تو کوئی گناہ نہیں ہے، چنانچہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

> ”گردن کے بال منڈوانے — اگرچہ سر کے نہ منڈوائے — درست ہیں، البتہ بہتر نہیں ہے“ (۵)

---

(۱) سنت نبوی اور جدید سائنس ۱/ ۲۲۷، ناک اور کانوں کے بالوں کی احتیاط

(۲) حوالہ سابق

(۳) **کشاف القناع ۱/ ۷۶، فصل الامتشاط والادھان**

(۴) سنت نبوی اور جدید سائنس ۱/ ۲۲۷، ناک اور کانوں کے بالوں کی احتیاط

(۵) فتاوی رشیدیہ ص: ۵۷۷، کتاب جواز وحرمت کے مسائل

حلق کے بال

البتہ حلق کے بال منڈوانا بہتر نہیں ہے، اگرچہ ایک قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے یہ بھی مروی ہے کہ اگر کوئی منڈا لے تو حرج نہیں ہے، چنانچہ ملا علی قاری رحمہ اللہ محیط کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"لا یحلق شعر حلقه وعن أبي یوسف لا بأس بذلک" (۱)

"حلق کے بال نہ مونڈے، اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے"

سینہ اور پیٹھ کے بال

سینہ اور پیٹھ پر جو بال ہوں انکو صاف کرنا درست ہے، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"سینہ اور شکم کے بال منڈانا درست ہے" (۲)

البتہ خلاف ادب ہے، قنیہ کے حوالے سے ملا علی قاری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

"وأما حلق شعر الصدر والظهر ففیه ترک الأدب" (۳)

"سینہ اور پشت کے بال کا مونڈنا خلاف ادب ہے"

پنڈلی اور ران کے بال

پنڈلی اور ران پر جب بال زیادہ ہوجائیں تو ان کو بھی صاف کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، مولانا گنگوہی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"پنڈلی اور ران کے بال کا دور کرنا درست ہے" (۴)

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وآله وأصحابه أجمعین

---

(۱) مرقاۃ ۷/ ۲۸۱۴، باب الترجل

(۲) فتاوی رشیدیہ ص: ۵۷۸، کتاب جواز وحرمت کے مسائل

(۳) مرقاۃ، ۷/ ۲۸۱۴، باب الترجل

(۴) فتاوی رشیدیہ ص: ۵۷۶، کتاب جواز وحرمت کے مسائل